

ثقافت

کے نام پر فحاشی

دیپور سنگہ بہ شفیق فاروقی امر دہی

قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحق مدظلہ کی قرارداد مسترد
حضرت شیخ الحدیث کی تقریر اور بحث

قومی اسمبلی کے موجودہ سیشن میں ۲۹ نومبر بروز جمعرات سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی وہ قرارداد ۹۰ منٹ تک زیر بحث رہی جو اپنے ملک میں ثقافت کے نام پر فحاشی پھیلانے والی سرگرمیوں پر پابندی کے بارے میں پیش کی۔ دوسرے غیر سرکاری دن ۲۸ دسمبر کو وزیر قانون اور محکمہ قرارداد مولانا مدظلہ کی تقریروں کے بعد اس قسم کے نام نہاد و عیویداروں کی رائے شناسی کرانے پر سرکاری اڑائی کی کثرت راستے سے قرارداد مسترد کر دی گئی۔ اس کی تفصیلات سے یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔ (ادارہ)

قرارداد :- ”اس اسمبلی کی رائے ہے کہ ملک بھر میں ثقافت اور کلچر کے نام سے ہونے والی تمام ایسی سرگرمیوں (ڈانس، ناچ گانا وغیرہ) پر پابندی لگائی جائے، جن سے معاشرہ میں اخلاقی برائیاں فحاشی اور بے حیائی پھیل رہی ہو۔ نیز رقص و سرود کرنے والے ثقافتی طائفوں کا بیرون ملک سے تبادلہ بند کر دیا جائے۔“

قرارداد کے جواز پر بحث | حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کے قرارداد پیش کر کے سب سے پہلے بعد ختم وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قرارداد کی پرزور مخالفت کی اور کہا کہ آئین کے رہنما اصولوں میں ایسی تدبیر کا ذکر ہے۔ اور آئین کی بعض اسلامی دفعات کا سہارا لیتے ہوئے ایسی کسی قرارداد کو وقت کا منیاع قرار دیتے ہوئے اسے زیر بحث لانے کی مخالفت کی۔

محکمہ قرارداد مولانا عبدالحق مدظلہ نے اس کے جواب میں اٹھ کر کہا کہ آئین کے رہنما اصولوں کا نفاذ یا تعمیل حکومت پر لازمی نہیں۔ وہ محض رہنما اصول ہیں جن کا حکومت پر نفاذ ضروری نہیں۔ بلکہ اس کا سہارا لینا ہر بات سے محض پیچھا چھڑانا ہے۔ جب پارلیمنٹ اسی آئین کے نفاذ کے لئے قوانین بناتی ہے اور یہ قوانین کی توہین نہیں۔ بلکہ قوانین کی تشریح سمجھ کر ایسا کہا جاتا ہے۔ تو یہ قرارداد بھی تو رہنما اصولوں پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ نیز ہمارا مقصد قرارداد سے پارلیمنٹ کی خواہشات اور

قوم کے جذبات کو پاش کرنا ہے۔ اور یہ کہ اب پالیسی کے رہنما اصولوں کو قانون بنا کر اسلامی تقاضوں کو عملی شکل دی جائے۔ سپیکر صاحب نے کہا، کہ وزیر قانون کا مطالبہ یہ ہے کہ ایسے اصولوں کے ہوتے ہوئے ریزولوشن پر بحث وقت ضائع کرنا ہے۔ مولانا نے کہا کہ نہیں۔ قرارداد ایک کاغذی چیز کو عمل میں لانے کا مطالبہ ہے۔ اور شاید جو مخالف ہیں۔ بحث کے نتیجہ میں وہ بھی موافق ہو جائیں۔ مولانا نے کہا کہ آج وزیر صاحب بل لانے کا کہتے ہیں۔ اگر وہ قرارداد پیش کرنے کے مخالف ہیں تو کل بل کی اجازت کس طرح دیں گے۔ مفتی محمود صاحب اور پروفسر غفور صاحب وغیرہ نے بھی اس مرحلہ پر سپیکر کی توجہ اس طرف دلائی کہ قرارداد حسب ایک دفعہ پیش ہو کر ایوان کی ملکیت بن چکی ہے تو وزیر قانون اس کے زیر بحث لانے کی مخالفت کس طرح کر سکتے ہیں۔ سپیکر صاحب نے کہا کہ نہیں۔ بحث تو اب لازماً ہوگی۔ اور پہلے محرک قرار کو نصف گھنٹہ اس پر لے لیں۔ گواہان کا قانونی حق ہے۔ موقع دیا جائے گا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے اس مرحلہ پر سپیکر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ وزیر تعلیم تو اسے ٹیس الاؤڈ کرانے کی کوشش میں تھے۔ آپ نے کرم فرمایا کہ اجازت دی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا کی ادارہ اور بالکل بروقت ہے۔ اور اسمبلی کے ہر ممبر کو اس پر اپنے جذبات ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ تاکہ قوم کو معلوم ہو سکے کہ کون کون سے ارکان ڈانس کے شوقین ہیں۔ اور کون کون سے مخالف۔ اور قوم کو کون کن راہوں پر ڈالنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد سپیکر کی اجازت سے محرک قرار داد نے اپنی قرارداد کی تشریح میں حسب ذیل تقریر فرمائی۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب! محترم سپیکر صاحب! سب سے پہلے ایک بات عرض کرنی ہے کہ ہم سب کے سیاسی نظریات الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ سیاسی طور پر اپنے لئے مختلف نام بھی رکھ سکتے ہیں۔ مختلف خیالات بھی ہو سکتے ہیں۔ تاہم حیثیت مسلمان کے ہم سب ایک ہیں۔

ارشاد ہے: اَعْمَالُ الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ (سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔) تو آج غیر سرکاری قراردادوں کا دن ہے۔ اس لئے میری اس قرارداد پر حیثیت جماعت کے نہیں۔ اور نہ حزب اختلاف یا حزب اقتدار کے لئے نظر ہے بلکہ خالص اسلامی نقطہ نظر سے غور کرنا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم سب محمد اللہ عزوجل کی یہاں مسلمان جمع ہیں۔ جنہوں نے ہمیں ووٹ دیکر منتخب کیا۔ انہوں نے بھی مسلمان خیاں کر اسلام ہی کی خاطر یہاں بھیجا ہے۔ اور مسلمان کو اسلام یا کسی اسلامی مسئلہ کے بارے میں روپیہ کا پابند بنایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ادعا کا

لحمون ولا مومنہ اذا قضی اللہ ورسولہ امرات ینکون لھما الخیرۃ۔ (الایۃ) اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ جب اللہ اور اللہ کا رسول ایک حکم دیدے تو کسی مسلمان مرد یا عورت کو پس پیش کرنے کا اختیار نہیں۔

نہ اسے ورثہ دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے کہ وہ چاہے اسے منظور کرتا ہے یا نہیں۔ جب خدا اور خدا کا رسول کوئی حکم دیدے۔ تو کسی کو اس طرح کا اختیار ہی نہیں۔ (سوائے تسلیم و انقیاد اور اطاعت کے) تو ہمارے ارکان اسمبلی مرد ہوں یا عورتیں ان میں بد عملی اور عملی کوتاہی تو ہو سکتی ہے۔ مگر بد عقیدگی مسلمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ اور بحمد اللہ کہ ہم بد عقیدہ نہیں ہیں۔ اور سب کا عقیدہ ہے کہ مالک ہم سب کا اللہ ہے۔ تو قانون بنانے کا اختیار بھی اللہ کو ہے۔ ہم تو صرف یہ کر سکتے ہیں کہ اس کے قانون کا نفاذ کریں۔ اور یہی ہم چاہتے ہیں۔ اور بحمد اللہ کہ امت کی اکثریت اب بھی بد عقیدہ نہیں۔ تو بنیادی مسئلہ تو یہ ہے کہ اللہ کے ہر حکم کے آگے بلاچوں و چرا سر تسلیم خم کریں۔ اگر وہ حکم دے کہ آگ میں کودو، تو ہم کو دپڑیں۔ اگر سمندر میں کودنے کا حکم ہو۔ تو ہم بلا پس و پیش تعمیل کریں۔ دیکھئے آج بھی موجودہ فوجی قانون میں یہی طریقہ ہے۔ کہ اگر کسی فوج کا کمانڈر حکم دے کہ آگ میں کودو، تو سپاہیوں پر کو دنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس کے حکم پر ہتھیار تک ڈال دیا جاتا ہے۔ (جیسا مشرقی پاکستان میں کیا گیا)۔ تو فوج کا کام ہے کمانڈر کے احکام کی تعمیل کرنا۔ اگر کمانڈر جو کہ ایک انسان ہے کے حکم کی تعمیل کرنا فوج پر لازم ہے۔ تو جب ہم نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دیا، تو اب خدا اور رسول کے ہر حکم پر آمنا و صدقنا کہنا لازمی ہو گا۔ تو مجھے آپ سے بحیثیت پارٹی کے رکن کے نہیں بلکہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے اور ادنیٰ خادم ہونے کے کچھ عرض کرنا ہے۔ اور اسلام صرف میرا نہیں، سب کا دین ہے۔

تو یہ جو قرارداد فحش ثقافتی سرگرمیوں کے بارہ میں میں نے پیش کی ہے۔ اور یہ جو فحاشی وغیرہ ہمارے ملک میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ دینی لحاظ سے اور اسلامی نقطہ نگاہ سے اس کا کیا حکم ہے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن الذمات من لیشرعی لھما الحدیث لیصلن عن سبیل اللہ ویخذھا ہزوا۔ یعنی بعض لوگ اسی میں لگے رہتے ہیں کہ دولت لٹا لٹا کر ٹھووم، کبخر اور ناچ گانے والوں کو بلاتے ہیں۔ ان سے لھو و لعب والی باتیں سنتے ہیں۔ گانا ناچنا یہ سب لھو الحدیث ہے۔ تاکہ کسی طرح طبعیت ان چیزوں سے خوش ہو جائے۔ اور ایسا کیوں کرتے ہیں کہ لوگ خدا کا راستہ چھوڑ کر اپنی خواہشات میں جھٹک رہے ہوں۔ ویخذھا ہزوا۔ اور دین

کی غلامیت اور گندگی سے پھرے، تو ہم نے بھی یورپ کے ساتھ ایسا کیا، تو اسکی برائیاں چھوڑ دو اور اچھائیاں اپنالو۔ اپنی تمدن و تہذیب اور طور طریقے سے چھوڑو۔ میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ ہندوستان سے ایک وفد جس میں مولانا محمد علی جوہر جی کا انتقال وہیں ہوا۔ اور بیت المقدس میں دفن ہوئے۔ اس وفد میں گاندھی بھی گیا، ملک سے ملاقات کیلئے خاص لباس اور مخصوص آداب تھے۔ مگر گاندھی سناہی دربار میں حاضری کے وقت بھی اسی سادہ صوفی کی شکل میں منگرت ہانڈھ کر بھاتا ہے۔ اور کہتا ہے، ملک معظّمہ اگر گفتگو مجھ سے کرنا چاہتی ہے۔ تو اسی لباس میں کرے جو میرا قومی لباس ہے۔

تو ہمیں یورپ کا ہر معاملہ میں اتباع نہیں کرنا چاہیے۔ انگریز کے دور میں بھی ہمارے ملک میں ایسے پختہ کردار کے لوگ تھے۔ جنہوں نے ترکی ٹوپی پہننا نہ چھوڑی، قومی لباس نہ چھوڑا۔ اور اسی لباس میں وائسرائے تک سے ملتے۔ اور وائسرائے نے کسی کو اس لباس میں دیکھ کر کہا۔ کہ اے دوست اس لباس میں تو جتنا بھلا لگتا ہے۔ انگریزی لباس میں اتنا نہیں لگ سکتا۔

بدقسمتی ہے۔ ہم نے ثقافت کو جو عربی لفظ ہے۔ اور اس کا مطلب کسی چیز کا ٹیڑھا پن درست کر دینا ہے۔ مگر ہم نے اخلاقی اور معاشرتی خرابی اور ٹیڑھا پن کو اور بڑھا دینے اور ترقی لینے کا نام ثقافت رکھ دیا۔ صرف ناچ ڈانس گانے بجانے کو ہم نے یورپی تہذیب سمجھ لیا۔ اور اسے ترقی کا نام دیا۔ کل میں نے یہاں کراچی میں ایک بہت بڑے خانے کے متعلق سوال کیا تھا۔ مگر جواب میں اس کے وجود سے انکار کیا گیا۔ مگر آج ہی مجھے معلوم ہوا۔ کہ کراچی میں راج الدولہ روڈ پر بھی ایک بہت بڑا چوخا خانہ کرڈوں روپے سے تعمیر کیا جاتا ہے۔ خدا کرے کہ بات ایسی ہو جیسے ہمارے خرم وزیر نے جواب دیا کہ نہیں ہے۔ مگر یہاں کراچی واسے بھی موجود ہیں۔ اگر ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ تو بڑی شرم کی بات ہے۔ یورپ نے بہت سی اچھی باتیں ہم مسلمانوں سے ہی لیں مگر ہم ان کی برائیوں ہی سے مرعوب ہوتے ہیں۔ پریوں اخبار میں پڑھا تھا۔ کہ لندن میں ایک شخص خاص ماورزاو برہنہ رہنے کی تحریک لیکر نکلا ہے۔ اور کہا کہ ہم پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ تو کیا ہم بھی یورپ کی تقلید میں یہ کہیں۔ کہ لندن میں ایسا ہو رہا ہے، تو ہم بھی ماورزاو تنگے ہو جائیں۔ انہوں نے پارلیمنٹ میں ہم جنسیتی اور اعلان بازی کو قانونی شکل دی۔ تو کیا ہم بھی ایسا کریں۔؟

ہمارے ہاں تالابوں میں تنگے نہانا اور ناچنا کو نا آرٹ ہے۔ اور ہمارے وزراء کو اس پر بہت افسوس ہے کہ ہم ایسی ترقی کیوں نہیں کر رہے۔ گریبا کہ ایسے لوگوں کو یہ افسوس ہے۔ کہ قوم کی ساری مائیں ہمیں کیوں ایسا نہیں کر رہیں۔ (مگر کیا پوری قوم کو اس راستہ پر لگا دینا قوم کے ساتھ انصاف ہے۔

دیکھئے خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور فحاشی پھیلانے والوں کے بارہ میں ہے کہ ان الذین يحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الدین آمنوا لهم عذابٌ اہمٌ فی الدنیا والآخرۃ۔

اجابات میں ایسی چیزیں پڑھ کر میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ لوگ ننگے ہیں، بھوکے ہیں۔ فاقوں مر رہے ہیں۔ مگر ہم ریڈیو کو ترقی دینے اور رنگین ٹیلی ویژن بنانے کے مزد سے سناٹے ہیں۔ جن پر کروڑوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ دولت بجائے ایسی باتوں کے قوم کی بنیادی ضروریات پر خرچ ہو۔ تو آج یہ حالت نہ ہو۔ میں کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرتا۔ مگر ایسی فحش سرگرمیوں سے یہ توقع رکھنا کہ اس سے قوم کی حالت ٹھیک ہو جائے گی۔ تو یہ نظرت سے مقابلہ ہے۔ دیکھئے پانی کی خاصیت ہے کہ پرانی بجھائے زہر کھانے کا نتیجہ زہر سے مر جانا ہے۔ تو اس ناچ گمانے کا لازمی نتیجہ اخلاقی تباہی کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

ودھ اور گوشت بلی کے سامنے رکھ دیں۔ اور یہ توقع رکھیں کہ وہ اسے نہ کھائے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ مرد و عورت مشترکہ ڈانس کریں۔ اور نتائج ظاہر نہ ہوں گے۔ یہ کب ممکن ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک وائسرائے نے حیدر آباد کے نواب سے کہا کہ دیکھو تم بڑے تنگ نظر ہو دیکھو میرے ساتھ میری میم بھی ہے۔ مگر تم اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لاتے۔ نواب حیدر آباد نے کہا کہ کل اس کا جواب دوں گا۔ دوسرے دن مجلس میں نواب صاحب نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر وائسرائے سے کہا کہ مجھے یہ قطعی یقین ہے کہ یہ دونوں میرے ہی بیٹے ہیں۔ کیونکہ شادی کے بعد میری بیوی پر کسی غیر مرد کا ریاہ بھی نہیں پڑا ہوگا۔ مگر کیا آپ کو بھی اس طرح یقین حاصل ہو سکتا ہے۔

ایک انگریز نے لکھا ہے کہ یورپ اور انگلینڈ میں سو فیصد عورتیں زنا میں مبتلا ہیں۔ اور سب بچے حرامی ہیں، سوائے ملکہ وکٹوریہ اور سوائے میری والدہ کے۔ آگے لکھتا ہے کہ ان دو عورتوں کی استثناء بھی اس وجہ سے کرتا ہوں کہ ملکہ تو حاکم ہے، ڈر کی وجہ سے اس کا استثناء کرتا ہوں۔ دوسری عورت میری والدہ ہے۔ اگر اس کا استثناء نہ کر دوں۔ تو میں بھی حرامی اولاد ہو جاؤں۔ ورنہ ان کا حال بھی مجھے معلوم نہیں۔ تو جس طرح آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ اس طرح فحاشی کے ساتھ اخلاقی عفت اور پاکیزگی جمع نہیں ہو سکتی۔

محترم سپیکر صاحب! ہمیں کافروں کو دیکھ کر ایسی باتیں نہیں اپنانی چاہئیں۔ کافر کے ساتھ دنیا میں اللہ کا معاملہ اور طرح ہے۔ اس کو برائی پر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ مہلت دیتا ہے۔ سو برس دو سو برس کی مہلت۔ مگر مسلمانوں کو اللہ جل جلالہ اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا۔ سال دس سال مہلت دے

بھی اسے بالآخر جلد ہی ایسے لوگوں کو مٹا دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے (لحم عذابہ مصین) کی سزا سنائی گئی ہے۔ آپ مجھ سے ناراض نہ ہو۔ بحیثیت ایک ادنیٰ خادم اسلام کے یہ میرا فرض تھا۔ اس لئے یہ قرارداد میں نے پیش کی۔ یہیں کبھی بھی ناجائز کو جائز نہیں کہنا چاہئے۔ اور شاید آپ حضرات کا ایمان مجھ سے بھی بختر ہو عقیدہ کے لحاظ سے تو یہیں متفقہ طور پر اس قرارداد کے ذریعے اپنے جذبات اور پوری قوم کے جذبات صدر، وزیر اعظم اور وفاقی وزراء تک پہنچانے چاہئیں۔ (وزیر قانون کی تقریر کو اشارہ کرتے ہوئے آپ نے کہا) اگر آپ کہتے ہیں کہ اس بارہ میں مجھے بل پیش کر دینا چاہئے۔ اور آپ کل کو بل منظور کرتے ہیں۔ اور قانونی شکل دینے کے مدعی ہیں۔ تو آج اسی قرارداد پر ابتداء اور رسم البشر کیجئے۔ اور اس قرارداد کو منظور فرمائیں۔ کل کو بل کی شکل میں حسب پیش ہوگا۔ تو اسکی منظوری آسان طریقہ سے ہوگی۔

قرارداد پر بحث اور رائے شماری میں قرارداد کا استرداد

مولانا عبدالحق مظلہ کی تقریر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک قرارداد کی مخالفت اور موافقت میں تقریریں ہوئیں جن کا اختصار ہم بعض اخبارات مثلاً روزنامہ اعلان کراچی یکم دسمبر۔ نوائے وقت راولپنڈی ۳۰ نومبر، حریت کراچی یکم دسمبر۔ روزنامہ جمہور لاہور یکم دسمبر۔ جنگ راولپنڈی ۳۰ نومبر۔ پاکستان ٹائمز ۳۰ نومبر سے نقل کر رہے ہیں۔

قرارداد کی پر زور تائید اور موافقت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود صاحب نے کہا کہ آئین میں قرارداد میں موجود تمام باتوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس لئے قرارداد قبول کی جائے۔ انہوں نے دیکھ کا اظہار کیا کہ یہ لوگ اسلام کے نام پر منتخب ہو کر آئے مگر اسلام کے نام پر ووٹ دینے کو تیار نہیں۔ یہ نفاق اور دغلی پالیسی ہے۔ جو اسلام، جمہوریت اور سرشزم سب دعووں کے بارہ میں اختیار کی جا رہی ہے۔ جمعیت العلماء پاکستان کے مولانا مصطفیٰ الازہری نے کہا کہ اصرار میں مسلمان ہندوؤں کے اثر میں اگر فحش کو اپنانے سے تباہ ہوا۔ اس طرح ظالموں سے بھاری زر مبادلہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ جماعت اسلامی کے صاحبزادہ صفی اللہ نے کہا کہ پاکستان میں ثقافت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ دشمن کے اس مشن کا حصہ ہے کہ اسلام کو ختم کرنے کیلئے فحاشی پھیلائی جائے۔ مولانا عبدالحکیم نے کہا کہ اسلام نے قدم قدم پر بے حیائی کی مخالفت کی ہے۔ یہیں کوہ کے انتظامات حیا کو قائم رکھ کر اپنائے

جاسکتے ہیں۔ اگر ناسخ نہ والی بی بی خان کو تباہ کر سکتی ہیں تو اس کا تعلق کبھی نہیں کیا جانا۔ ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے بھی مولانا عبدالحق کی قرارداد کو قبول کرنا چاہئے۔ سرکاری پارٹی کے صمم خانہ میں اذان دینے والے صرف ایک ممبر جو برسی غلام رسول تارڑ تھے، جنہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا کہ حزب اسلامی نظریات کی حفاظت کی ضرورت آئین میں دی گئی ہے۔ تو عوامی کو جنم دینے والے پروگراموں پر پابندی لگانا چاہئے۔

سرکاری پارٹی کی طرف سے وزیر قانون پیر زادہ صاحب نے قرارداد کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ آئین کی پالیسی کے اندر میں ایسی باتیں موجود ہیں اس قسم کی قراردادوں کا مقصد وقت ضائع کرنا ہے۔ پروفیسر غفور احمد نے مولانا کی قرارداد میں یہ ترسیم پیش کی تھی کہ بیرون ملک جانے والے تمام وفود پر پابندی لگائی جائے کہ وہ دوسرے ممالک میں کسی قسم کے حزب اخلاق شری میں حصہ نہ لیں۔ اور اپنی روایات پر قائم رہیں۔ وزیر قانون نے اس ترسیم کی بھی شدید مخالفت کی اور کہا کہ شری دیکھنے سے قبل کیسے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ پروگرام غیر اسلامی ہے۔ اور کہ فیصلہ کرے گا۔ کہ کوئی چیز فحش ہے۔ ڈاکٹر محمد شفیع (پی پی پی) نے کہا قرارداد میں قص و موافقت کی مذمت کی گئی ہے۔ مگر ہم قرآنی کے خلاف نہیں۔ قہمی تہذیب، علامہ اقبال اور ظفر علی خان کا کلام موسیقی میں ہوگا۔ تو اس کی الفت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے کہا قرارداد کے محرک مولانا عبدالحق خٹک ڈانس کے کس طرح خلاف ہو رہے تھے ہیں۔

وزیر محنت زانا محمد حنیف نے مخالف تہ کرتے ہوئے کہا کہ قرارداد میں راک ناچ پہلے ہی پابندی لگانے کا کہا گیا ہے۔ جبکہ فحاشی پر پابندی موجود ہے۔ خواہ اس پر عمل نہ بھی کیا جائے۔ اس مرحلہ پر عبدالحق پیر زادہ نے مولانا عبدالحق صاحب سے استفسار کرنا چاہا کہ کیا وہ اصولاً ڈانس اور گانے کو قبول کرتے ہیں۔ یا صرف فحش حصہ کے خلاف نہیں۔ مولانا ابھی جواب نہ دیتے پاس تھے کہ مولانا مفتی محمد صاحب نے اٹھ کر اعتراض کیا کہ قرآن کی عبارت بالکل واضح ہے۔ اور ایسی باتوں کی آڑ میں پیچھا چھڑایا جا رہا ہے۔ مولانا نورانی نے اس مرحلہ پر ڈانس والی نوک جھونک میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نائٹ کلبوں کو لائسنس دے جا رہے ہیں یا نہیں۔ ان کی سرگرمیاں فحاشی کی ضمن میں آتی ہیں یا نہیں۔

ساجدہ صفی اللہ (ویر) نے کہا کہ وزیر قانون اور وزیر محنت، مولانا عبدالحق صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کونسا ڈانس اور گانا جائز ہے۔ اور کونسا ناجائز۔ مگر شاید آپ کے پاس اسلامی ڈانس اور غیر اسلامی ڈانس کی تقسیم کرنے والے رنگ ہوں گے۔ جیسے اسلامی اور غیر اسلامی۔ مگر ہم ہمارے پاس اسلامی ڈانس ماننے والے

رگ نہیں۔ ان کے منہ سے کہا، شک ڈالیں تو آپ کے کلچر کا ایک حصہ ہے۔ تو کہا، ایک پھٹاؤں میں اور بھی اچھی مخالفت ہیں انہیں بھی اپنا سب سے۔ ارکان میں یہ نوک جو دنگ بجاری تھی کہ سپیکر نے جسے دیکھا دوسرے دن تک ملتی کر دیا۔

قرارداد پر ہر دسمبر بروز جمعرات دوبارہ بحث شروع ہوتی تو مرکزی وزیر تالان پیرزادہ صاحب نے قرارداد کی مخالفت میں طویل تقریر کی اور کہا کہ ثقافتی سرگرمیوں سے کہ ہر طرح فحاشی اور ا لاقی لیے راہی کی تحوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہی۔ انہوں نے ثقافتی طالعوں کے تبادلوں کو بھی وقت کی ضرورت نہ دیا اور کہا دستاویز مراجم کے لئے ایسا تبادلہ ضرورت بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تمام سرگرمیاں تمام اہم ممالک میں ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے نقطہ نظر کی حمایت میں قرآن و حدیث کا حوالہ دیا، بینا پاپا عبد اللہ ریاضی کے اگلی پڑھی تہ مجھ سے کچھ سنایا، امام بخاری کا نام لیا گیا، ابو بکر صدیق اور عیسیٰ، یگانہ سحابہ کا جس پر دوران تقریر بنی غلط غلط کی آوازیں پوزیشن کی طرف سے اٹھنے لگیں پیرزادہ صاحب نے کہا اس طرح قراردادوں سے عوام کا استحصال مقصود ہے۔ اور سیارہ فائدہ۔

انہوں نے کہا کہ سندھ کا جھومر ناچ، پنجاب میں جنگ اناج، سرحد میں ٹھکانا، بلوچستان میں لیوا۔ پاکستان کا ثقافتی ورثہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ ہمیں بات کو غیر اخلاقیت ثابت کرتے ہیں جس کے وہ حق میں نہ ہو کچھ تو پاکستان کے قیام کو اخلاقی برائی سمجھتے تھے اور کہہ رہے تھے کہ فہم سے لگاتے، انہوں نے کہا اگر یہ لوگ سنجیدہ ہیں تو قرارداد کی بجائے تہ پر انٹرویو بل لایا جائیگا۔ مگر انہوں نے کہ ہر جمعہ کو ایسی قراردادیں لائی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان لوگوں کے پس میں ہوتا تو وہ ۱۲ اگست پاکستانیوں کو کافر بنا دیتے۔

وقت کے اختصار کے پیش نظر سپیکر نے دونوں طرف سے مزید تقریر کا سلسلہ ختم کرتے ہوئے محرک قرارداد کو آخری جوابی تقریر کرنے کا کہا۔ جب کہ بیٹس منٹ تک، اس تقریر کا آئینی حق محرک کو حاصل ہوتا ہے۔ مولانا عبدالحق مدظلہ کی تقریر کے بعد سپیکر نے ہاں اور نہیں کہنے کے ذریعہ رائے شماری کرائی مگر محرک قرارداد اور دوسرے ارکان حزب اختلاف نے مطالبہ کیا کہ قرارداد پر واضح انداز میں رائے شماری کرائی جائے۔ تاکہ مخالفت اور موافقت کرنے والے معلوم ہو سکیں، محمود علی قصوری احمد رضا صاحب، جناب پیرزادہ صاحب اور سپیکر کا اس نکتہ پر بحث و مباحثہ ہو جائے۔ نے کے بعد محرک قرارداد کے موقف، کہ تسلیم کرتے ہوئے سپیکر نے دوبارہ ارکان کو کھڑا ہو کر واضح رائے دینے کا حکم دیا۔

باقاعدہ رائے شماری کے نتیجہ میں موجود تمام ارکان میں ۱۲ ارکان نے حق میں اور اٹھائیس ارکان نے مخالفت

میں دوٹو دیا اور اس طرح سعودی نظام کو ختم کرنے کے بعد یہ دوسری خالص اسلامی قرارداد لیتی ہو ایک اسلامی ریاست کے با اختیار ادارہ میں اس جرأت اور بے دردی سے مسترد ہو گئی سرکاری بنچوں سے صرف راؤ نور شید علی نے دوٹو دیا۔ جبکہ سلم لیگ (قیوم لیگ) اور کسی قبائلی میر نے بھی حق میں دوٹو نہ دیا

محرم قرار داد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی جوابی تقریر

محرم سپیکر صاحب! اس مسئلہ کو خواہ مخواہ سیاسی رنگ دیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میرا تعلق جمعیتہ العلماء اسلام سے ہے۔ ہمارے بزرگوں نے انتخابات کے موقع پر جتنی تائید بھٹو صاحب اور پیپلز پارٹی کی کی ہے۔ اس سے اخبارات پر ہیں۔ یہ نا انصافی ہوگی کہ ہم اس وقت آپ کی ذمہ داری اور دل کی گالیاں سننے رہے اور آج یہ لوگ بھی ہمیں گالیاں دے رہے ہیں۔ اکابر جمعیتہ العلماء اسلام کے بیانات گواہ ہیں۔ انہوں نے کس کو کافر کہا تھا؟ آپ ہر موقع پر کفر کے فتویٰ کی آڑ میں تمام علماء کو ہنسی ملامت کر سکتے۔ یہاں (پیر زادہ صاحب) یہ سوال اٹھایا کہ یہ قرارداد سیاسی استحصال اور عوام کو دکھاوا کیلئے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور ہرگز اس کا ایسا کوئی مقصد نہیں۔ تین باتیں عرض کرنی ہیں۔ جسے ہم تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کی بنیاد کوئی لسانی یا قومی چیز نہیں نہ کوئی علاقائی ثقافت ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد رہی ہے جسے ہم لا الہ الا اللہ سے تعبیر کرتے تھے۔ ہم نے ایک نظریہ کے ماتحت اس کو حاصل کیا۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا آئین اسلامی آئین کہلاتا ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ ہم نے بار بار اس اسلامی آئین اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کا حلف اٹھایا

ہے۔ اب جو بھی تہذیب و ثقافت ان باتوں کے خلاف ہو ہیں اسکی مخالفت کرنی ہے۔ یہاں قومی ثقافتوں میں (پیر زادہ صاحب نے) خشک ڈانس کا بھی ذکر کیا۔ میں خود خشک ہوں اور مجھے خشک قوم نے منتخب کیا ہے۔ مگر میں اسکی مذمت کرتا ہوں۔ ہمیں بہادری کی باتیں اپنانی ہیں۔ مگر ہمارے قوم کو خشک قوم کو اس ناچ کے ذریعہ دنیا میں رسوا کرنا مقصود ہے۔ کہ باہر کے لوگوں کے سامنے اس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ڈانس بھی بزدلی اور نامردی کی چیز ہے۔ اور میں اپنی قوم کے اس عمل کی مذمت کرتا ہوں۔

بنیاب سپیکر صاحب! میں نے پچھلی جمعرات کو قرارداد پیش کرتے ہوئے آیت سنائی تھی کہ (ومن الناس من یشتری ہول الحدیث) کہ بعض لوگ فضول لغویات کو قیمتاً خریدتے ہیں۔ باہر

سے درآمد کرتے ہیں۔ کہ لوگ گمراہ ہو جائیں دین کی طرف سے پیٹھ پھیر لیں۔۔۔ دیکھئے کافروں کا مسلمانوں سے عناد ہے۔ اور وہ ہر صورت میں مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک صورت تو کافروں کا اسلحہ کے ساتھ لڑنے کی ہے۔ تاریخ میں بار بار یہ ہوتا رہا مسلمان لڑتے رہے جو مر گئے وہ شہید ہوئے، جو نہ مرے وہ غازی بنے۔ اسی مقابلہ میں ہر صورت میں مسلمان کامیاب اور کامران بنے۔ دوسری صورت کافروں نے جنگ کی یہ اختیار کی کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کی غرض سے ان میں غریبانی فحاشی اور بے حیائی کی چیزوں کو داخل کر دیا تاکہ مسلمان اپنا دین حیا و شرافت، لہو و لعب، زینت اور تعلیش کی زندگی میں لگ جائیں۔

محترم پیرزادہ صاحب نے ثقافت اور ثقافتی طائفوں کے ذریعہ دوستی پیدا کرنے کی بات بھی بڑی مضحکہ خیز کہی ہے یہ عجیب دوستی ہے کہ ایک کی بیوی دوسرے کی نعل میں اور دوسرے کی اور کی نعل میں ہو۔ ابھی پچھلے دنوں ایک اخبار میں ایسا ہی فوٹو (مولانا نے ابھی بات شروع کی تھی کہ پیرزادہ صاحب نے اٹھ کر احتجاج کیا۔ دیگر ارکان پیپلز پارٹی نے بھی ہنگامہ مچا دیا۔ مولانا نورانی نے بار بار کہا کہ حضرت مولانا تو اخبار کی خبر سن رہے ہیں۔ جناب سپیکر نے ہنگامہ کو دیکھ کر مولانا مدظلہ سے بعض جملے واپس لینے کا کہا جسے آپ نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد مولانا مدظلہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔)

محترم سپیکر صاحب! نیچے اتنی گزارش ضرور کرنی ہے۔ کہ ہم یورپ کی تہذیب سے بہت ہی متاثر ہو گئے ہیں جب کہ یورپ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں نہ غیرت و حمیت رہے نہ شجاعت رہے۔ (اس غرض سے) انہوں نے بہت سے کھیل تماشے بنائے اور ہمیں اس میں مبتلا کر دیا۔ حضرت موسیٰ کی فوج جب عیال سے لڑی بلعم باعور ایک شخص نے کہا کہ جوان لڑکیوں کو ان کے پاس بھیج دو۔ فوجی جو بھی کہیں اس کے ماننے میں رکاوٹ نہ ڈالو۔ اور فوج میں فوٹاش پھیلا دو تو یہ حربہ کامیاب ہوا۔ کسی فوجی سے زنا سرزد ہو جانے پر خدا نے ساری فوج کو شکست دی۔ اور اس پر عذاب نازل کیا۔۔۔

تو میں آپ کے بیرونی روابط کی مخالفت نہیں کرتا۔ چین امریکہ دوس سب سے دوستی بنانے کی تحریک کرتا ہوں مگر ایسی کسی دوستی کے لئے ہم اپنے مذہب کو قربان نہیں کر سکتے۔ (مسند یہاں دوستی اور باطنی روابط کا نہیں بلکہ) مسند ڈائلس ناچ گانوں کا ہے۔ اور جس کے ذریعہ مردوں اور عورتوں کا ناجائز اختلاط ہوتا ہے۔ کل ایک اخبار میں تھا کہ ایک کلب میں ایک اجنبی شخص کسی اجنبی عورت

پر ہاتھ ڈالے ہوئے ناچ رہا ہے۔ تو جہاں تک ہمارے دین اور تہذیب کا نقصان نہ ہو ہم یورپ کے ساتھ دوستی رکھیں گے، ورنہ نہیں۔ قرآن مجید اور حدیث میں اگر ہو کہ ڈانس جائز ہے اور کسی نے ثابت کیا تو نجد پر جتنا جرم لگایا جائے میں تیار ہوں۔

پیرزادہ صاحب نے کہا بخاری کی روایت کا حوالہ دیکر کہا کہ بچیاں ناچ رہی تھیں۔ اگر آپ نے ثابت کر دیا کہ بچیاں ڈانس کرتی رہیں حضورؐ کے سامنے تو میں ہر قسم کا جرمانہ یا سزا بھگتنے کو تیار ہوں جبکہ یہ حوالہ قطعاً غلط دیا گیا ہے۔ پھر مقرر نے خود بچیوں کا ذکر کیا ہے یعنی نابالغ جسے آپ خود مکلف نہیں کہہ سکتے تو نابالغوں کا کوئی عمل دلیل بھی نہیں بن سکتا۔ (پیرزادہ صاحب نے آیت

قل من حرم اللہ ذینہ اللہ - الخ سے استدلال کیا تھا۔ مولانا دہلویؒ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا، قرآن میں ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑا پہنو، عمدہ لباس پہنو، خدا کی حلال نعمتیں استعمال کرو۔ مگر اس نے کہیں بھی ناچنے گانے اور ڈانس کرنے کی اجازت نہیں دی مسلمانوں نے اس کے بغیر دنیا میں ترقی حکومت کی بنو امیہ اور بنو عباس نے ڈانس کے زور سے حکومت نہیں کی۔ مغلیہ حکمرانوں نے آسام سے ہرات تک سات آٹھ سو برس حکومت ڈانس اور گانوں کے زور سے نہیں۔ جب ڈانس کا فروغ ہوا اور طاؤس و رباب کا وقت آیا تو انگریزوں نے ان کے شہزادوں کو قلعہ کی دیواروں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ اور لال قلعہ کی دیوار ان کے خون سے رنگین ہو گئی۔ اور ہم پر غلامی مسلط ہو گئی۔ تو مسلمانوں نے چودہ سو برس تک بلا ڈانس اور گانے جانے کے دنیا میں عروج حاصل کیا۔

واللہ العظیم میں سیاسی اختلافات کی بنیاد پر نہیں اور نہ میں سیاسی طبیعت کا آدمی ہوں بلکہ آپ ہی نے اصول طے کر دئے کہ یہ ملک نظریاتی ملک ہے۔ آئین اسلامی ہے جس کی حفاظت کا حلف لیا گیا ہے۔ اب اگر خشک قبیلہ خشک ڈانس کرے۔ پنجابی بھنگا ناچیں، دنیا بھر کے لوگ ایسا کیوں نہ کریں۔ میں خود کیوں نہ کروں، مگر یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ ایسا کرنا ہمارے لئے جائز ہو جائے۔ قرآن و سنت جب ہمیں روکتے ہیں تو ہمارا عمل دلیل نہیں ہو سکتا۔

(مولانا نے کرنل قذافی کی مثال دیتے ہوئے کہا،) کہ کرنل قذافی نے ایسی غیر اسلامی چیزوں کو رد کیا جوہر کی سزا قطعید مقرر کی، شراب پر پابندی لگائی، خدانے اسکی، دکی، کیونکہ ان کے ہاں ترقی رک گئی اور اگر تمام دنیا کے مسلمان بھی کوئی غلط کام کرنے لگ جائیں تو یہ ہمارے لئے دلیل نہیں بن سکتا۔ میرا آپ لوگوں کو با ایمان سمجھتا ہوں۔ اور آپ سے اتنا عرض کرتا ہوں کہ ایک وقت آپ کو یاد ہو گا کہ بچے بچیاں گھروں سے نکلتیں تو لا الہ الا اللہ پڑھتیں یا قرآن کی تلاوت ہوتی، آج ٹی وی اور ریڈیو سننے والے

بچے بچیاں گھروں سے ناپتی گاتی ہوئی نکلتی ہیں۔

— تو اب جب کہ ہماری عوامی حکومت کو اللہ نے اختیار دیا ہے تو اگر آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ ناچ گانے اور ایسے مشاغل جس کا اثر عوام کے اخلاق و کردار پر پڑتا ہے۔ ممنوع ہوں۔ مغلوط ناچ دانے ہوٹلوں پر پابندی لگا دی جائے تو انشاء اللہ اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ تو خدا کی مدد حاصل کرنے کیلئے کچھ تو قدم اٹھائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارباب اقتدار کا فریضہ یہ بیان کیا ہے کہ اللہین ان مکمنہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ والتوا الزکوٰۃ۔ جس کو میں نے زمین پر سلطنت دی ان کا کام ہے کہ عبادات کو فروغ دے۔ غریبوں کی مدد اور بھلائی کرے۔ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر۔ برائی کو چھوڑ دیں تو زنا کے دواعی کو چھوڑ دو کچھ تو عملی قدم بڑھاؤ۔

یہ طوائف کے بوطائف ہم باہر بھیجتے ہیں، وہ بھی تو ہماری مائیں بہنیں ہیں۔ ان کی عزت ان کی غیرت اور حیا ہماری ہی غیرت اور حیا ہے۔ تو کیا دوسرے ملکوں کے ساتھ تعلقات عورتوں ماؤں بہنوں کے ذریعہ بنائیں گے۔ آخر کچھ تو حیا کریں۔

[حضرت مولانا مظلہ کی اخلاص اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی تقریر جاری تھی کہ اس مرحلہ پر سرکاری پارٹی کے ایک رکن کرنل حبیب نے نکتہ اعتراض کے نام پر اٹھ کر کہا کہ یہ لوگ طوائفوں کا ذکر کرتے ہیں جبکہ طوائف کے کوٹھے سے ہی سارے آداب ملتے ہیں۔ یہ لوگ وہاں جائیں تو ان کو پتہ چلے اور آداب سیکھ کر آئیں۔ کوٹھے پر تو انسانیت ہوتی ہے۔ ممبر موصوف نے اپنی پارٹی کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں غریبوں کی مدد کیلئے موسیقی اور رقص ضروری ہے۔ کرنل حبیب نے مزید گویا کہ انسانی کرتے ہوئے کہا میں بیس سال تک میوزک ڈانس کیساتھ رہا ہوں۔ جو میوزک نہیں جانتا وہ پاک آدمی بن نہیں سکتا۔ اگر پاکستان کے غریبوں کی مدد کرنی ہے تو پہلے میوزک سیکھو، گانے دیکھو، راگ سمجھنے کی کوشش کرو۔ احمد رضا قصوری اور راؤ خورشید نے پوچھا کہ جن آداب کا مظاہرہ ہو رہا ہے وہ کوٹھے پر سیکھے گئے ہیں۔ اور کیا ان کی پارٹی نے تمام آداب کوٹھے سے سیکھے ہیں۔ کرنل حبیب کے اس انداز بیان سے سرکاری پارٹی کی ایسی قرار دادوں کے بارے میں ذہنیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور اسمبلی کے نازک ماحول کا بھی۔ اور یہ بھی کہ غلام حق کیسے کٹھن اور روح فرسا ماحول میں فریضہ اعلا کلمہ حق ادا کر رہے ہیں۔ کرنل حبیب اور اس جیسے بعض مقررین کے ایسے ریمارکس

